سوال

اگر میں طلاق کنایہ کے الفاظ بولوں اور شک ہو کہ آیا طلاق کی نیت تھی یا نہیں تو کیا حکم ہوگا؟ مجھے بہت زیادہ نسیان اور وسوسہ کی بیماری ہے کیا میرا اپنے اقوال پر مؤاخذہ کیا جائیگا چاہے وہ نماز میں ہو یا طلاق کے متعلق یا پھر کسی دوسری عبادت میں؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کےلیے، اور درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں:

اول:

طلاق کے الفاظ کی دو قسمیں ہیں:

صریح الفاظ اور کنایہ کے الفاظ:

صریح الفاظ یہ ہیں جو طلاق اور اس سے مشتق ہوں، مثلا طالق و طلقتک یعنی طلاق والی ہو، یا میں نے تجھے طلاق دی

اور کنایہ کے الفاظ یہ ہیں کہ: جاؤ اپنے میکے چلی جاؤ، یا مجھے تمہاری ضرورت نہیں، یا اللہ نے تجھے مجھ سے راحت دی

پہلی قسم (صریح) الفاظ کے بولنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے چاہے طلاق کی نیت نہ بھی کی ہو

لیکن دوسری قسم (کنایۃ) سے جمہور علماء احناف اور شافعیہ اور حنابلہ کے ہاں نیت کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوتی، یا پھر کوئی قرینہ اس پر دلالت کرتا ہو مثلا غصہ کی حالت یا جھگڑا یا پھر بیوی کی جانب سے طلاق طلب کرنا، اس صورت میں طلاق واقع ہو جائیگی چاہے اس نے نیت نہ بھی کی ہو، اور یہاں قریبہ کو لینا حنفیہ اور حنابلہ کا مسلک ہے

دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ (26/29).

اور جب شک پیدا ہو جائے کہ آیا اس نے طلاق کی نیت کی تھی یا نہیں تو طلاق واقع نہیں ہوگی؛ کیونکہ اصل میں عدم طلاق ہے

دوم:

جو شخص اپنے اقوال یا اعتقاد میں وسوسہ کی بیماری کا شکار ہو تو طلاق وغیرہ میں اس کا مؤاخذہ نہیں ہوگا، مثلا ایسا شخص جب شک ہو کہ آیا اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے یا نہیں، یا پھر اس کا خیال ہو کہ اگر اس نے کوئی معین کلام کی یا کوئی معین چیز سوچی تو اس کی بیوی کو طلاق تو اس سے بیوی کو طلاق نہیں ہوگی

مزید تفصیل کےلیے آپ سوال نمبر (62839) اور سوال نمبر (83029) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں

واللہ اعلم.

الاسلام سوال و جواب